سوال: براہِ کرم عصر، دہر، زمان اور وقت کو differentiate کریں۔

جواب: عصر کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم "اُمتِ عصر" ہیں یعنی باقی قومیں جو ہیں وہ اگر صبح، دوپہر تک رہی ہیں تو ہم اس وقت میں آئے ہیں جس کو تمام اقوام کا "وقتِ عصر" کہتے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ "ہمارا وہ حال ہے کہ ایک شخص مکان تیار کرتا ہے، اسکا تھوڑا سا حصہ رہ گیا ہے، مکان پورا ہو چکا ہے۔ مستری پیسے لے کے چلے گئے، مزدوری لے کے چلے گئے مگر اس کو مکان مکمل کرنا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے کہیں سے مزدور مل جائے، پھر اس کو مزدور مل گیا، وہ اسے کہتا ہے کہ تم سارے دن کے پیسے لے لو، جتنی پہلے مزدوروں نے ساری مزدوری لی ہے اتنی تم کو دوں گا، بس میرا مکان مکمل کردو"۔ تو فرمایا: "ہم اس مزدور کی طرح ہیں"۔ کہ باقی اقوام نے جو محنت کی، جو بھی اس پہ انکا وقت لگا، جتنی مزدوری انہوں نے لی...... کہ اے اُمتِ وسطیٰ! اے اُمتِ عصر! (جو ہم ہیں) آپ تھوڑی محنت کرو گے اور صلہ اُنہی اقوام کی شدید محنتوں کا سا پاؤ گے:

"وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" (العصر ۱۰۳: ۱-۳)

خواتین وحضرات! میں نے اس آیت کی وضاحت میں ایک دفعہ ایک محترم عالم کو دیکھا کہ انہوں نے اس کے بہت سارے ٹکڑے کردیئے جیسے کسی کے ایمان کا ٹکڑا ہو...... قبول کرنا، کلمہ، وغیرہ وغیرہ...... اسمیں انہوں نے ایک ٹکڑا add کردیا کہ مسلمان کو اس وقت تک نجات نہیں ملے گی جب تک ہر مسلمان تبلیغ نہیں کرے گا۔ وہ ماشاء اللہ بڑی مشہور علمی شخصیت ہیں...... انہوں نے اسلام کے بنیادی ارکان میں یہ رکن بھی شامل کردیا تھا کہ کلمہ پڑھنا، نماز، حج، زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ یہ بھی شامل ہے کہ آپ جب تک تبلیغ نہیں کرو گے آپ جنت میں داخل نہیں ہوسکتے۔ میرا تو خیال ہے وہ بیچارے گونگے بہرے سب کام سے گئے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ جنت میں جائیں۔ وہ تمام بچے بھی گئے جو شعور تک نہیں پہنچے۔ وہ تو پرے سے جنت میں جانے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ باقی وہ جوان، بڑے بوڑھے جن کو ایک لفظ اسلام کا نہیں پتہ جو محض رسمِ عبادت تک تھے، دو چار وہ لوگ جو پڑھنے لکھنے والے لوگ ہیں ان میں سے جو ڈاکٹرز ہیں، scientists ہیں، جن بیچاروں نے مذہب کے بارے میں رسمی طور پر عبادت کا ہی علم رکھا اور انہیں زیادہ خدمتِ خلق کا حصہ ملا، وہ بھی جنت سے گئے۔ باقی رہ گیا میں اور ڈاکٹر ذاکر نائیک تو اس قسم کی احمقانہ statement دینے والے عالم بھی موجود ہیں کہ جو اپنے خبطِ خیال کو مذہب کا حصہ بنا لیتے ہیں۔

تبلیغ ایک استحقاق ہے علم کا، تبلیغ خداوندِ کریم نے line out کی ہے کہ "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ" تبلیغ! اللہ کی طرف علم وحکمت کے ساتھ "وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" اچھے کلام کے ساتھ، خوبصورت زبان کے ساتھ، شائستگی اور رکھ رکھاؤ کے ساتھ "وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" اور اگر بحث سے واسطہ پڑے تو تمہیں اور دیدہ زیب بات کا تجھے علم ہونا چاہیئے، جدلیات لفظ کا علم ہونا چاہیئے، اندازِ فکر کا علم ہونا چاہیئے، مشرق ومغرب کی گفتگو کا علم ہونا چاہیئے مگر خواتین وحضرات! پھر کتنے لوگ جنت کیلئے qualify کریں گے؟ اگر یہ ساری چیزیں بقولِ خدا تبلیغ کے اندر inclusive ہیں اور اگر یہ فریضہ ہے ہر اس شریف اور غریب مسلمان پر جس نے روٹی کمانے کے سوا اور کوئی کام نہ کیا، جو مشکل سے محنت کرکے رسول اللہ کی بات مان کر اللہ کو مان کر جنت کا قصد کرتا ہے، توقع کرتا ہے تو پھر اسکا کیا بنے گا؟

آیئے آپ کو حدیث سناؤں! ایک بدو آیا He was not known before اصحاب نے کہا کہ وہ منمنا رہا تھا یعنی آواز بڑی باریکی سے ناک میں سے آتی تھی۔ "مِیں مِیں" کر رہا تھا۔ ظاہر ہے وہ دیہاتی بیچارہ اور کیا بولتا، کوئی "ڈاکٹر صاحب" کی طرح تھوڑا ہی تھا...... تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے جنت کیلئے کیا کرنا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کو ماننا، کلمہ پڑھنا اور پانچ وقت کی نماز ادا کرنا یا پھر اس میں تُو نوافل سے اضافہ کرلے یعنی تہجد بھی پڑھ لے۔ کہا: کہ نہیں میں تو پانچ نمازوں سے ایک کم نہیں کروں گا، ایک زیادہ نہیں کروں گا، میں نہیں پڑھوں گا، اگر پانچ وقت کی نماز ہے تو بس اتنی ہی پڑھوں گا، میں نے کوئی نفل نہیں پڑھنے۔ فرمایا: اچھا! اس نے کہا کہ مجھے اور کیا کرنا ہے یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: "تم نے اتنی زکوٰۃ دینی ہے اور اگر تم چاہو تو اس میں زیادتی کرلو خیرات اور صدقات کے ذریعے"۔ اس نے کہا: نہیں میں نے بس زکوٰۃ دینی ہے نہ ایک پیسہ زیادہ نہ ایک کم۔ کہا: اچھا! اور یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا: حج ہے۔ یعنی حضور ﷺ نے پانچ باتیں گنوائیں۔ اس شخص نے بار بار یہ بات کہی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں پانچ

نمازوں سے ایک نماز بھی زیادہ نہیں پڑھنی، میں نے تیس روزوں سے ایک روزہ زیادہ نہیں رکھنا، میں نے زکوۃ سے ایک پیسہ فالتو نہیں دینا۔ اب بس جو کچھ آپ نے کہا ہے، اگر یہی جنت کا سودا ہے تو میں نے قبول کیا۔ اتنا میں کروں گا۔ اُٹھا اور چل دیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر اس نے اپنے اس عہد و پیمان کی حفاظت کی تو یہ جنتی ہے"۔ اگر اس نے اس ultimate، لازمی بات کی حفاظت کی تو دیکھ لو کہ یہ جنتی ہے۔ خواتین و حضرات! سرکارِ رسالت مآب تو اس طرح جنت دے رہے ہیں۔ "ڈاکٹر صاحب" پر اگر بات پڑتی تو بڑی مشکل ہوتی۔

دوسرا لفظ "دَھر" کا ہے۔ "دَھر" صدیوں میں محیط عرصے کے ایک packet کو کہتے ہیں۔ millennium مگر شاید ten millennium کے زمانے کو "دَھر" کہتے ہیں۔ اس لیے جب سورۃ دھر کا نزول ہو قرآن کی یہ آیت اُتری کہ "هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا" کہ بلاشبہ زمانے میں انسان پر ایک طویل عرصہ ایسا گزرا کہ وہ کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھا تو اس سے ہمیں "دھر" کی مسافت کا پتہ لگ جاتا ہے کیونکہ ابھی انسان نے بڑی ترقی کر لی، بڑی progress کر لی and from the first cellular human being, single cellular human being اُسے ترقی کرتے ہوئے جو modern انسان تک آنے کا ٹائم لگا ہے یہ دو ارب سال کے قریب ہے۔ سو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ جو اس سورت کا دائرہ تخلیق ہے وہ دو ارب سال ہے "دَھر" سے یہاں جو مراد ہوگا وہ دو ارب سال ہوگا۔ اسی طرح جب قرآنِ حکیم کو آپ دھر کے فاصلوں سے ماپتے ہو تو بعض اوقات دو آیات اُوپر تلے آتی ہیں "هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا" (کہ خدا ہی ہے جس نے جملہ زمین کے اسباب تخلیق کیے) "ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ" (پھر بلند ہوا آسمانوں کو اور سات آسمان درست کیے۔) یہ اوپر تلے کی آیات ہیں مگر یہاں وقت کے بجائے لفظ دھر استعمال ہوگا کیونکہ اس کی مدت چھ ارب سال ہے۔ ان دونوں آیات پر اگر ہم مدت کا تعین کریں گے تو یہ چھ ارب سال ہیں جو زمین کو سورج سے علیحدہ ہوکے، ٹھنڈا ہو کے، اسبابِ ضرورتِ انسان پیدا کر کے، انسان پیدا کر کے آج کے زمانے تک پہنچتے ہوئے جو ٹائم لگا اس کو ہم "دَھر" کہیں گے۔ پھر جب خدا نے زمانے پر فخر کیا اور زمانے کو تخلیق کیا تو یہ چھ ارب سے آگے بڑھتا ہے اور پھر یہ بے حساب ہو جاتا ہے، جب خدا یہ کہتا ہے کہ "لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ أَنَا الدَّهْرُ" (زمانے کو بُرا مت کہو، میں خود زمانہ ہوں) یہاں دھر کا مطلب change ہو جاتا ہے۔ یہاں دھر کا مطلب "مقدر" ہوگا۔ جب آپ گلہ کرتے ہو یا آپ کہتے ہو: "بہت بھیڑا وقت سی جی! او جی! اَج دے دن تُوں بھیڑا دن نہیں ویکھیا"۔ تو دن کسی اور نے نہیں خدا نے بنایا ہے۔ وقت کسی اور نے نہیں اللہ نے بنایا ہے۔ جب آپ وقت کو بُرا کہتے ہو یعنی جب آپ یہ کہتے ہو: "کیسی منحوس گھڑی تھی" تو یا آپ خدا کو کہہ رہے ہو کہ تُو نے آج کی گھڑی بڑی غلط بنائی ہے۔ جب آپ یہ کہتے ہو کہ "مقدر ای خراب سی، زمانہ ای خراب اے" تو آپ خدا کو گلہ کر رہے ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تمہیں پتہ نہیں ہے۔ یہ جان لو، یہ سمجھ لو کہ "زمانے کو بُرا مت کہنا، میں زمانہ ہوں"۔ میں خدا ہوں، میں نے بنایا ہے اور اگر تم آج غریب ہو اور زمانہ بُرا ہے اور کل امیر ہو زمانہ اچھا ہے تو یہ دونوں صورتوں میں تمہاری خرابی ہے اس لیے کہ "تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" "میں ہوں جو لوگوں میں دن اور رات بدلتا ہوں، میں ہوں جو عصر بدلتا ہوں، میں ہوں جو زمانہ بدلتا ہوں۔ تو دھر جو ہے دونوں طرف ایک ہی عمدگی کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اور "زمانے" کا لفظ قرآن کبھی استعمال ہی نہیں کرتا۔ یہ حرفِ زائد ہے اور "وقت" کا استعمال خدا چھوٹے limit میں، چھوٹے دوران کیلئے کرتا ہے۔ مثلاً "يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ" جب پوچھا گیا کہ چاند کیا ہے؟ تو کہا کہ اس میں لوگوں کیلئے اوقات ہیں۔ "وقت" ایک چھوٹے unit کے طور پر خدا استعمال کرتا ہے جس کی limit ایک مہینہ اور، ایک دن ہو سکتی ہے۔ خدا اپنے لحاظ سے چھوٹی limit کے لیے لفظ "وقت" استعمال کرتا ہے اور "عصر" اس وقفہ حیات کو کہتا ہے جو مختصر ترین ہے مگر انتہائی نفع بخش ہے اور جو عصر کو neglect کرے گا وہ خسارے میں رہے گا۔

رسول اکرم ﷺ نے صرف ایک مرتبہ بد دعا دی ہے جب بنو قریظہ کی فتح کے دوران ان کی عصر قضا ہوئی تو خدا کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی کہ اللہ ان پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے ہم سے ہماری عصر چھین لی ہے۔